علماء حق کی بے باکی وحق گوئی

مولانا عبدالحق ملازئی

اس دنیا میں ظلمت کے اندر روشنی کے بہت مینار ہوتے ہیں اور وہ اپنی نظر کیمیا اثر سے ایسا انقلاب پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کی تمام مادی طاقتیں ان کو دیکھ کر محوِ حیرت رہ جاتی ہیں، آج کی لٹی پٹی اور اندھیری دنیا کے دور کا درمان یہی ہے کہ انہی مردانِ حق آگاہ کے دامن میں پناہ لے جو ظلمت سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور وہ ہے علماء حق کی مقدس جماعت، جو ان نفوس پر مشتمل ہے، جو وقت کے بڑے سے بڑے ظالم وجابر حاکم کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مصداق بن کر حق کی بات کہہ دے، اپنی جان اور اپنی مال کی پروانہ کرے، ان کی تاریخ سنہری حروف میں لکھی جاتی ہے، جن کے چہروں کو دیکھ کر بڑے سے بڑا فاسق اور فاجر گناہ سے توبہ کرتا تھا اور اللہ کا مطیع بن جاتا اور جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہے، عالم دین کی وفات سے اسلام میں جو خلا واقع ہوتا ہے، اس کا پُر ہونا ناممکن ہے، جن کے سامنے امراءِ وقت عجز وانکساری سے پیش آتے تھے، لوگوں کے دلوں پر وہ حکومت کرتے تھے اور اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطہ قائم کرتے تھے، شرابیوں، زانیوں، فاسقوں، ڈاکوؤں اور قاتلوں کی نظر ان پر پڑتے ہی ان کے معتقد ہو جاتے تھے اور وہ ہے علماء حق کی جماعت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت کے وارث، ان کی چند مثال بطور ''مشت نمونہ از خروارے......'' پیش ہیں:

(۱)......حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ بڑے دکھ اور درد سے اپنے عہد کے امراء کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں

''اے امیرو! دیکھو، کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے ہو، دنیا کی فانی لذتوں میں تم ڈوبے جا رہے ہو اور جب لوگوں کی نگرانی تمہاری سپرد ہوئی ہے، ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے، کیا تم اعلانیہ شراب نہیں پیتے اور اپنے فعل کو تم برا بھی نہیں سمجھتے، تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ بہت سے لوگوں نے اونچے اونچے محل اس لئے کھڑے کئے ہیں کہ ان میں زنا کاری کی جائے اور شرابیں پلائی جائیں، جوا کھیلا جائے، لیکن اس میں دخل نہیں دیتے

اور اس حال کو نہیں بدلتے، جب کوئی کمزور مل جاتا ہے تو اسے پکڑ لیتے ہو اور قوی ہوتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو، تمہاری ساری ذہنی قوتیں اس پر صرف ہو رہی ہیں، لذیذ کھانے کی قسمیں پکواتے رہو، نرم و گداز جسم والی عورتوں سے لطف اٹھاتے رہو، اچھے کپڑے اور اونچے مکانات کے سوا، تمہاری توجہ کسی طرف منعطف نہیں ہوتی، کیا اپنے سر کبھی اللہ کے سامنے جھکاتے ہو، خدا کا نام تمہارے پاس صرف اس لئے رہ گیا ہے کہ اپنے تذکروں اور قصہ کہانیوں میں اسی کو استعمال کرو، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے لفظ سے تمہارے زمانہ کا انقلاب ہے، کیونکہ تم اکثر بولتے ہو کہ خدا قادر ہے کہ ایسا کر دے، یعنی زمانہ کے انقلاب کی تعبیر ہو۔"

(۲)......عروس بلاد کا ایوانِ خلافت پورے جاہ و جلال سے منعقد ہے، خلیفہ معتصم تخت خلافت پر جلوہ افروز ہے، اتنے میں ایک قیدی لایا گیا، جس کو بعد کی دنیا امام اہل سنت احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) کے نام سے یاد کرتی ہے، ان کے پیروں میں لوہے کی بیڑیاں ڈالی گئی ہیں، خلیفہ اور معتزلی علماء چاہتے ہیں کہ امام صاحب خلق قرآن کی تائید کریں، لیکن امام صاحب با آواز بلند فرماتے ہیں: "مجھ کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کچھ دو، تا کہ میں اسی کے مطابق کہوں، لیکن خلیفہ وقت ان کا حکم نہیں مانتے ہیں"۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ ان کے بدن پر درے لگائے جائیں، امام کے بدن پر درے کے نشانات پڑ رہے ہیں، لیکن زبان پر یہ الفاظ ہیں: "اے خلیفہ! تو اس دن کو یاد رکھ، جب تو منصف اعظم کے دربار میں کھڑا ہوگا، بالکل ایسے ہی، جیسے آج میں تیرے سامنے کھڑا ہوں، پھر تو میرے اس خون کا کیا جواب دے گا"۔ باوجود اس کے امام کو مزید درے لگائے جاتے ہیں، لیکن استقامت کا پہاڑ اپنی جگہ سے ٹلنے کا نام نہیں لیتا۔

(۳)......امام دار الہجرۃ حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کو خلیفہ کے حکم سے کوڑے لگائے جا رہے ہیں اور کل ستر کوڑے لگے، ان کا مبارک بدن خون سے لہولہان ہو گیا، دونوں ہاتھ کے مونڈھے اتر گئے، خلیفہ کا حکم ہے، اونٹ پر بٹھا کر تشہیر کرو، تو امام صاحب کو مجرموں کی طرح مدینہ میں گھما رہے ہیں اور امام کی زبان پر وہی الفاظ ہیں، جن کی پاداش میں امام کو سزا مل رہی ہے۔

(۴)......امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے، ان کا عہد، سلطان شہاب الدین غوری کا عہد تھا، ایک مرتبہ منبر پر وعظ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اے دنیا کے بادشاہ! نہ تیری سلطنت باقی رہے گی اور نہ رازی کا تملق، ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہوگا" راوی کا بیان ہے، شہاب الدین غوری، یہ سن کر دیر تک روتا رہا۔

(۵)......حضرت منذر بن سعیدؒ دینی امور میں بہت سخت تھے، خلیفہ وقت ناصر باللہ بھی ان کی بہت قدر کرتے تھے، لیکن وہ باوجود اس کے، وہ خلیفہ کی دینی کوتاہیوں پر سرزنش کرتے تھے، جمعہ کے خطبات میں ان کو خطاب خاص سے نصیحت کرتے تھے۔

(۶)......احمد بن نصرؒ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے، مشہور عباسی خلیفہ واثق نے ان کو حق گوئی کے جرم میں

برسرِ عام قتل کرادیا۔ سفیان ثوری سلاطین کے پاس جانے کو ناپسند کرتے تھے، ایک مرتبہ دربار شاہی میں بلایا گیا تو کسی قسم کا شاہی آداب نہیں برتا، مہدی نے کہا کہ آپ مجھ سے دور دور رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہوں، اب تو آپ میرے قبضے میں ہیں، جیسا چاہوں، آپ کے ساتھ معاملہ کروں۔ سفیان ثوری نے کہا کہ ''جو حکم تم میرے بارے میں دوگے، وہی حکم قادر مطلق تمہارے بارے میں دے گا۔'' سفیان ثوری کا یہ کہنا تھا کہ خادموں نے ان کو سزا دینا چاہا، لیکن مہدی نے کہا: ''بزرگوں کو قتل کر کے خیر و برکت سے محروم ہونا چاہتے ہو۔'' اس وقت مہدی نے ان کو کوفہ کے عہدۂ قضاء کا پروانہ دیا اور آزاد کر دیا، اس وقت تو شیخ نے وہ پروانہ لے لیا، لیکن باہر نکل کر اس شاہی پروانہ کو دجلہ کی مچلتی ہوئی لہروں کے سپرد کر دیا۔

(۷)......ابن ھبیرہ نے امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو عہد قضاء دینا چاہا تو امام صاحب نے اس سے انکار کیا تو حکم دیا کہ ان کو ایک سو دس کوڑے مارے جائیں، حکم کی تعمیل ہوگئی، لیکن امام صاحب کی استقامت میں فرق نہیں آیا، امام صاحب رحمہ اللہ کی آزمائش اور ابتلاء کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یاد کرتے تو رو دیا کرتے تھے۔

(۸)......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے ہارون رشید کے خط کے جواب میں لکھا:

''میں اللہ کا بندہ حقیر ہوں اور تم وقت کے خلیفہ ہو، اس لئے میرا راستہ الگ اور تیرا راستہ الگ ہے، اس سے میں نے تم سے محبت کا رشتہ توڑ دیا، میرے اور تمہارے تعلقات ختم ہو گئے۔ اے ہارون! تم نے مسلمانوں کے مال پر قبضہ کر رکھا ہے، کیا تمہارے اس فعل سے مجاہدین فی سبیل اللہ اور مسافرین راضی ہیں؟ کیا تمہاری رعایا اہل علم کے نزدیک پسندیدہ ہیں؟ کیا بیوہ عورتیں اور یتیم بچے اس سے راضی ہیں؟ کیا تمہاری رعایا کو اس سے مسرت ہے؟......اے ہارون! اپنے ہاتھ کو روکو، کل اللہ کے یہاں جواب دینے کے لئے تیار رہو، یقین کرو کہ تمہیں ایک عادل اور حکیم کے دربار میں کھڑا ہونا ہے، اپنے معاملے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ ایمان اور زہد کی نعمت تم سے سلب کر لی ہے، تلاوت قرآن مجید کی نعمت اور صلحاء کی ہم نشینی سے تم محروم ہو گئے ہو اور تم نے اپنے لئے ظالم اور ظالموں کا سرکردہ بننا پسند کیا ہے۔ اے ہارون! تم تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے حریر و دیباج کے استعمال میں مصروف ہو اور دروازہ پر تم نے پردے ڈال رکھے ہیں، ظالم سپاہ تمہارے قصر معلیٰ کے سامنے کھڑی رہتی ہے، یہ لوگوں پر ظلم کرتی ہے، اس کا انصاف نہیں ہوتا، دوسروں پر شراب کی حد جاری کرتے ہیں، لیکن خود شراب خور ہیں، زانی کو سزا دیتے ہیں، لیکن خود زانی ہیں، چوروں کے ہاتھ کاٹتے ہیں، لیکن خود چور ہیں، قاتلوں کو سزائے موت کا حکم سناتے ہیں، لیکن خود قتل کرنے میں بے باک ہیں، کیا یہ احکام تم پر اور تمہاری سپاہ پر ضروری نہیں ہیں؟ قبل اس کے کہ وہ دوسروں پر جاری کئے جائیں۔ اے ہارون! اس دن تمہارا کیا حشر ہوگا، جب پکارنے والا پکارے گا کہ ظالمین اور ان کے اعوان و انصار کو جمع کرو، پھر تم مع

اپنی جماعت کے بارگاہ ایزدی میں حاضر کیے جاؤ گے اور تم ان سب کے امام ہو گے۔"

(۹)......سردار عبدالرب نشتر حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ کا معتقد تھا اور پنجاب کا گورنر تھا، ان سے بہت محبت تھی، ایک دن صبح سویرے جامعہ میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے دیکھا کہ اساتذہ اور طلبا اِدھر اُدھر بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں، کہیں فرش صاف کیا جارہا تھا، کہیں کتابیں سنبھال کر رکھی جارہی ہیں، حضرت نے پوچھا کہ اس سارے اہتمام کا کیا باعث ہے؟ بتایا گیا کہ جناب گورنر صاحب نے پیغام بھیجا ہے کہ وہ جناب والا سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے آج تشریف لا رہے ہیں، اس وقت تو حضرت والا خاموش ہو گئے، مگر جب نشتر صاحب تشریف لائے تو انتہائی استغنا کے ساتھ انہیں ہدایت فرمائی کہ " آئندہ جب کبھی ہمارے پاس تشریف لائیں، بغیر کسی اطلاع کے آئیں، اس طرح اطلاع کر کے آنے سے یہاں اساتذہ اور طلبا کو بے حد تکلیف اور زحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔" پھر نشتر صاحب نے بھی آئندہ حضرت کے ارشاد کے مطابق ہی عمل کیا۔

(۱۰)......مولانا نورالدین مبارک غزنوی، التمش کے عہد میں شیخ الاسلام تھے، انہوں نے التمش کے سامنے ایک وعظ میں فرمایا:

"بادشاہوں کی زندگی کے جو لوازم ہیں، جس طریقہ سے وہ کھاتے ہیں، شراب پیتے ہیں، جو کپڑے پہنتے ہیں، جس طرح وہ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور سواری کرتے ہیں، تخت پر بیٹھ کر لوگوں کو اپنے سامنے بٹھاتے ہیں اور سجدہ کراتے ہیں، خدا کے باغی حکمرانوں کے مراسم کی رعایت دل و جان سے کرتے ہیں اور خدا کے معاملات میں جرأت اختیار کرتے ہیں، یہ سب دین مصطفیٰ کے خلاف شرک اور عقبیٰ میں موجب سزا ہیں۔"

(۱۱)......علاء الدین خلجی درشتی کے لئے مشہور تھا، لیکن اپنے ایک درباری عالم قاضی مغیث الدین سے اس نے بعض مسائل پر فقہی اور شرعی استفسارات کیے تو انہوں نے بڑی بے باکی اور جرأت سے جوابات دیئے، یہ سب جواب صحیح تھے، یا غلط، اس سے اس وقت بحث نہیں، لیکن انہوں نے بڑی صفائی سے کہا کہ " اگر بیت المال سے اس نے اپنے حق سے زیادہ لیا اور لاکھوں اور کروڑوں دام سونے کی اور جڑاؤ کی چیزیں خاص حرم کو دینا شروع کر دی تو قیامت میں ان سب کی باز پرس ہوگی، بادشاہ خواہ اسی لمحے میں میرے دو ٹکڑے کر دے، لیکن یہ ضرور کہہ دوں گا، کہ وہ ایسے سپاہیوں، تاجروں کو جو سزائیں دیتا ہے، وہ سب نامشروع ہیں۔"

(۱۲)......سلطان محمد تغلق کے عہد میں شیخ شہاب الدین فقیہ، عفیف الدین کاشانی، شیخ شمس الدین ابن تاج العارفین اور شیخ حیدری تو اسی لئے قتل کیے گئے کہ انہوں نے سلطان سے اختلاف کیا اور اس کی ہم نوائی نہیں کی۔

(۱۳)......سلطان سکندر لودھی کے عہد میں علماء کی جرأت اور زیادہ بڑی ہوئی تھی، سلطان لودھی بہار کے دورے پر گیا تو ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پابندی سے پڑھنے جاتا تھا، ایک بار اس کے آنے میں دیر ہوگئی تو نماز شروع کر دی گئی اور سلطان

نماز کے بعد پہنچا، مولانا جمالی ساتھ تھے، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ سلطان کا انتظار ضروری تھا، لیکن مولانا حقانی رحمہ اللہ نے جواب دیا: ''ہم کو اللہ کی نماز پڑھنی تھی، وہ پڑھ لی۔'' سلطان لودھی نے کہا: ''کوتاہی میری ہے، اچھا کیا کہ نماز پڑھ لی۔''

(۱۴)..... سلطان لودھی کے آخر زمانہ میں دہلی کے ایک بزرگ حاجی عبدالوہاب بخاری نے سکندر سے داڑھی رکھنے کے لئے اصرار کیا، سکندر کو ناگوار گزرا اور جب وہ چلے گئے تو اس نے کہا کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی عظمت ان کی وجہ سے ہے، حالانکہ میں ایک غلام کو عزت دوں تو میری امراء بھی اس کی عزت کرنے لگیں گے، حاجی عبدالوہاب کو یہ معلوم ہو گیا تو انہوں نے سکندر لودھی کے لئے بددعا کی۔ کہا جاتا ہے، اسی بددعا کی وجہ سے اس کے حلق میں شدید تکلیف پیدا ہوئی، جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔

(۱۵)..... شاہانِ مغلیہ کے زمانے میں بھی علماء کی جرأت اور صاف گوئی کی مثالیں ملتی ہیں، ملا عبدالغنی سے اکبر اپنی جوتیاں سیدھی کرایا کرتے تھے، ایک دفعہ اس نے سالگرہ کی تقریب میں اپنے کپڑوں میں زعفرانی رنگ چھڑکا، ملا عبدالغنی اس قدر برہم ہوئے، سر پر درباری لکڑی اٹھا کر ماری، اکبر کو ناگوار ہوا، محل میں جا کر ماں سے شکایت کی، وہ خلوت میں منع کرتے تو کوئی حرج نہیں تھا، دربار میں ذلیل کرنا مناسب نہیں تھا۔ مریم مکانی نے کہا: ''بیٹا! دل پر میل نہ لاؤ، یہ نجات اخروی کا باعث ہے، قیامت تک چرچا رہے گا کہ ایک مفلوک الحال ملا نے بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی اور بادشاہ نے اس کو برداشت کیا۔''

(۱۶)..... اورنگزیب تخت پر بیٹھا تو صدر الصدور نے شاہ جہاں کی موجودگی میں اورنگزیب کا نام خطبہ میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ اورنگزیب، مولانا میر مرتضی اور واعظ ملتانی کو اس لئے پسند کرتا تھا کہ وہ شرعی اور مذہبی امور میں حق گوئی سے کام لیتے تھے، اسی لئے اس کو شہزادہ کام بخش کی اصلاح و تربیت کے لئے مامور کیا اور اسی دور کے ایک عالم دین شیخ بایزید نے ایک روز جامع مسجد میں تمام لوگوں کے سامنے عالمگیر سے پوچھا کہ اس کی لڑکیوں میں بعض غیر شادی شدہ کیوں ہیں؟ اور شادی کی تلقین کے لئے ایک وعظ کہا، جس کو اورنگزیب عالمگیر نے بڑے تحمل سے سنا۔

(۱۷)..... محمد شاہ نے اپنی ایک خاص مجلس میں اپنے قاضی القضاء کی تحقیر کی، لوگوں نے قاضی کو شرم اور غیرت دلائی، قاضی نے کہا کہ قضاء کے فیصلوں میں بادشاہ میرا قلم نہیں روکتا، اس لئے مسلمانوں کے فائدے کی خاطر میں اپنی شخصی ہتک گوارا کر لیتا ہوں۔

(۱۸)..... ابو حازم اپنے وقت کے بڑے صاحب علم و فضل تھے، سلیمان بن عبدالملک سے ان کا اختلاف تھا، ایک مرتبہ انہوں نے سلیمان کے سامنے اللہ سے التجا کی: ''اے اللہ! اگر سلیمان تیرا دوست ہے تو اس کو بھلائی کی توفیق دے اور اگر تیرا دشمن ہے تو اس شخص کی پیشانی پکڑ کر بھلائی کی طرف لے جا۔'' یہ کہہ کر حاکم وقت کی مجلس سے اٹھے اور تمام انعامات جو خلیفہ وقت نے دیئے تھے، واپس کر دیئے اور فرمایا کہ جب تک علماء اپنے علم کو امراء سے بچاتے رہیں گے، امراء ان سے ڈرتے رہیں گے۔ ....☆☆